Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ
بروز اتوار
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
The Daily ALFAZL RABWAH
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۱/۲۶ | ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۹۱ھ، ۳۰ صلح ۱۳۵۱ہش، ۳۰ جنوری ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۔ ۲۹ صلح ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۸ صلح کی رپورٹ مظہر ہے کہ:۔

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے۔

ربوہ ۔ ۲۹ صلح کل مسجد مبارک میں خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اور نماز پڑھائی۔

حضور نے خطبہ جمعہ میں قرآن مجید کی آیات لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (البقرہ) اور اَلَّا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَاَنَّ سَعْیَہٗ سَوْفَ یُرٰی ثُمَّ یُجْزٰہُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی (النجم) اور بعض دیگر آیاتِ قرآنی کی روشنی میں بتایا کہ گو اللہ تعالیٰ کسی پر اسکی طاقت اور دائرہ استعداد سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا لیکن اس کا دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ ہر فرد اور قوم کو اُس کے دائرہ استعداد کے مطابق جو طاقت اور صلاحیت دی گئی ہے جب تک اسے انتہا تک نہ پہنچایا جائے اس کا صحیح اجر اور نتیجہ ظاہر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے انفرادی طور پر اور اجتماعی لحاظ سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنی اپنی استعداد کے مطابق انتہائی محنت کوشش اور جد و جہد سے کام لیں تاکہ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ بھی ہمیں انتہائی انعامات اور اجر عطا فرمائے۔

ربوہ ۔ ۲۹ صلح ۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت سر درد اور کھانسی کی وجہ سے تاحال ناساز چلی آتی ہے۔

احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کی صحت و عافیت کے لئے بالالتزام خاص توجہ سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ میں عید الاضحی کی مبارک تقریب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کا نہایت اہم اور بصیرت افروز خطبہ عید

جماعت احمدیہ آئندہ مکہ مکرمہ کی رؤیت ہلال کو بنیاد بنا کر عید الاضحیہ منایا کرے گی!

اس طرح ہم اسلام کے ذریعہ وحدتِ اقوام عالم کے قیام کا ایک عملی مظاہرہ کر سکیں گے،

ربوہ ۔ ۱۰ ذوالحجہ ۱۳۹۱ ہجری مطابق ۲۷ صلح ۱۳۵۱ ہجری شمسی (۲۷ جنوری ۱۹۷۲ء) بروز جمعرات ۔ آج یہاں پر عید الاضحیہ کی مبارک تقریب اسلامی شعار کے مطابق پورے اہتمام کے ساتھ منائی گئی۔ اہل ربوہ نے مسجد مبارک میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز عید ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جس کے بعد حضور نے ایک نہایت اہم اور بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔

ربوہ کے مقامی احباب (جن میں مرد عورتیں اور بچے سب شامل تھے) کے علاوہ بہت سے بیرونی مقامات مثلاً سرگودھا ۔ لائل پور ۔ چنیوٹ ۔ احمد نگر اور لاہور سے بھی بہت سے احباب حضور کی اقتداء میں نماز عید ادا کرنے کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے۔

نماز عید کے وقت مسجد مبارک، اس کا صحن، ملحقہ وسیع احاطہ اور بیرونی سڑک سے ملحق گراسی پلاٹ بھی نمازیوں سے پُر ہو چکے تھے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ پونے نو بجے صبح مسجد میں تشریف لائے۔ نماز عید کے بعد حضور نے جو بصیرت افروز خطبہ ارشاد فرمایا۔ وہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے ایک خاص خطبہ تھا۔ اس میں حضور نے ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ (سورہ الصف)

اور لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا (بقرہ) کی آیات تلاوت کرنے کے بعد بتایا کہ:۔

(باقی صفحہ ۶ پر)

جماعت احمدیہ کے نامور اور بزرگ صحافی اور شاعرِ احمدیت

محترم جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر سابق ایڈیٹر الفضل انتقال فرما گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

نہایت رنج و افسوس اور دلی حزن و ملال کے ساتھ ہم یہ المناک اطلاع احباب جماعت تک پہنچاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے نامور اور بزرگ صحافی اور مشہور ادیب شاعرِ احمدیت محترم جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر بی اے ایل ایل بی سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربع صدی تک قلمی جہاد کی صفِ اول میں شامل ہو کر اسلام اور احمدیت کی کامیاب ترجمانی کرنے کے بعد ۲۷ صلح مطابق ۲۷ جنوری بروز جمعرات عید الاضحیہ کے مبارک دن صبح اڑھائی بجے مختصر علالت کے بعد قریباً اسی برس کی عمر میں فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں انتقال فرما کر خالق حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

۲۷ صلح کو قبل از نماز عصر آپ کا جنازہ آپ کے مکان واقع محلہ دارالرحمت وسطی سے اُٹھایا گیا۔ بعد نماز عصر مسجد مبارک سے ملحق میدان میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں بزرگانِ سلسلہ اور احباب کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔ بعد ازاں بوجہ موصی ہونے کے مقبرہ بہشتی ربوہ کے قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر محترم ابو العطاء صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس طرح حضرت سلطان القلم علیہ السلام کی جماعت کا وہ بہادر سپوت ہمیشہ کے لئے آنکھوں سے اوجھل ہو گیا جو کہ زندگی بھر قلمی جہاد کی صفِ اول میں شامل ہو کر اسلام اور احمدیت کی خدمت کے لئے سینہ سپر رہا۔ جس کے مؤثر اور ولولہ انگیز دینی اشعار آج بھی ہمارے قلوب کو گرما رہے ہیں اور ہمیں یہ پیغام دے رہے ہیں کہ:

جو دُوریٔ منزل سے ڈرتا ہے پلٹ جائے :: جو ساتھ نہیں چلتا اس راہ سے ہٹ جائے
ہر ایک رُکاوٹ کو رستہ سے ہٹانا ہے :: پیغامِ مسیحائے موعود سُنانا ہے

(باقی صفحہ)

(مسعود احمد پبلشر و ایڈیٹر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا)

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۳۰ صلح ۱۳۵۱ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرتِ ابراہیمؑ کے خاندان کی عظیم قربانی

۱۰ ذوالحجہ ۱۳۹۱ ہجری مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۷۲ء بروز جمعرات پاکستان بھر میں عیدالاضحیہ منائی گئی۔ یہ عید جس عظیم مقصد کے پیشِ نظر منائی جاتی ہے وہ اپنی بنیادی اہمیت کے لحاظ سے بہت ہی ارفع و اعلیٰ ہے۔ یہ مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں پر قومی و ملی بقا اور غلبۂ اسلام کی خاطر جلنی والی قربانیوں کی اہمیت واضح ہو اور وہ اُسوۂ ابراہیمی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دائمی طور پہ یہ قربانیاں پیش کرتے اور ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی کامیابیوں اور غلبہ سے ہمکنار ہوتے چلے جائیں۔ اِس مقصدِ عظیم کی اہمیت اور اس کی بنیادی افادیت کو سمجھنا آج ہم اہلِ پاکستان کے لئے جتنا ضروری اور ناگزیر ہے اتنا شاید پہلے کبھی نہ تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہم جن انتہائی نازک حالات سے دوچار ہیں اور جن مہیب ابتلاؤں کا ہمیں سامنا ہے وہ اِس امر کے متقاضی ہیں کہ ہم اُس غرض کو جس کے پیشِ نظر عیدالاضحیہ منائی جاتی ہے سمجھیں اور عملاً اسے پُورا کر دکھانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھیں۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ عیدالاضحیہ اُس عظیم قربانی کی یاد میں منائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اُس کی راہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیش کی تھی اور جس کی ایک ظاہری علامت کے طور پر عیدالاضحیہ کے ایام میں جانوروں کی قربانیاں اُسی کے حضور میں پیش کی جاتی ہیں۔ اس موقع پر حسبِ توفیق جانوروں کی قربانیاں پیش کرنا ہرچند کہ ضروری ہے لیکن یہ قربانیاں جو ظاہری علامت کے طور پر مقرر کی گئی ہیں مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ مقصود بالذات قربانی کی وہ رُوح اور وہ جذبہ ہے جس کا عدیم النظیر مظاہرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں حج کے موقع پر کی جانے والی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (حج آیت ۳۸)

یعنی یاد رکھو کہ ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تک نہیں پہنچتے البتہ خدائی حکم کے ماتحت کی جانے والی ان قربانیوں کے سلسلہ میں جو چیز اللہ تک پہنچتی ہے وہ تمہارے دل کا تقویٰ ہے۔

قربانیوں کے تعلق میں دل کے تقویٰ سے کیا مُراد ہے؟ سو اِس ضمن میں ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم اُس عظیم قربانی کی ماہیت پر غور کریں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی۔ وہ صرف ایک شخص کی قربانی نہیں تھی بلکہ پورے خاندان کی قربانی تھی۔ اِس قربانی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، اُن کی زوجۂ محترمہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور اُن کے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام برابر کے شریک تھے۔ چنانچہ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس عظیم قربانی کی ماہیت اور اہمیت واضح کرتے ہوئے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے خاندان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اُس کی راہ میں پیش کی، فرماتے ہیں:-

"وہ قربانی کسی ایک فرد کی نہیں تھی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ کر کی بلکہ درحقیقت وہ سارے خاندان کی قربانی تھی (یعنی خدائی حکم پر لبیک کہکر باپ، ماں اور بیٹا تینوں نے اپنی اپنی جگہ دُکھ اور تکلیف اُٹھا کر اور ایک دوسرے سے جُدائی اختیار کرکے خدا کی راہ میں قربانی پیش کی) میں سمجھتا ہوں کہ اگر فی الواقعہ آج ہر مسلمان ان معنوں میں عید منانے لگ جائے اور وہ دُنبوں اور بکروں کی قُربانی کے ساتھ ساتھ اپنی اور اپنے بیٹوں کی قربانی بھی کرنے لگ جائے تو دُنیا کی کوئی طاقت بھی انہیں تباہ نہیں کر سکتی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ جولائی ۱۹۵۶ء مطبوعہ الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۶۵ء)

پس عیدالاضحیہ کے موقع پر کی جانے والی جانوروں کی قربانیوں کے تعلق میں دلوں کا تقویٰ یہی ہے کہ ہم محض جانوروں کو ذبح کرنے پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ ہم میں سے ہر ایک خود کو بھی اور اپنے بیٹوں کو بھی خدا کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہے۔ خود کو اور اپنی اولاد کو خدا کی راہ میں قربان کرنے کا یہ جذبہ اور یہ رُوح ہے جو خدا تک پہنچتی ہے یعنی اُس کی جناب میں مقبول ہوتی ہے۔ آج بحیثیت پاکستانی ہم میں سے ہر ایک کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر یہی جذبہ اور یہی رُوح پیدا کرے اور وطنِ عزیز کی سالمیت کی حفاظت اور اس کے بقا و استحکام کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اسی خطبہ میں اپنے ہم وطنوں یعنی اہلِ پاکستان کو ابراہیمی رُوح اپنے اندر پیدا کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"عیدالاضحیہ ہمارے اندر اسی قسم کا نمونہ پیدا کرنا چاہتی ہے۔ اگر ہم ابراہیمی روح اپنے اندر پیدا کرلیں اور پاکستانی خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنا قبول کرلیں تو وہ یقیناً دُنیا پر غالب آسکتے ہیں لیکن شرط یہی ہے کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اِس بات کی کوئی پرواہ نہ کی کہ میری بیوی اور بیٹے کا کیا بنے گا اسی طرح پاکستانی یہ خیال نہ کریں کہ اگر وہ مرگئے تو ان کے بعد ان کے بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب خدا تعالیٰ نے اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑنے کا حکم دیا تھا تو آپ نے یہ سوال نہیں کیا تھا کہ خدایا انہیں وہاں کیا خرچ ملے گا بلکہ آپ نے بغیر کوئی سوال کئے خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور کہا کہ اگر وہ بھوک سے مرتے ہیں تو بے شک مریں، دھوپ میں جلتے ہیں تو بے شک جلیں، میں نے خدا تعالیٰ کا حکم پُورا کرنا ہے۔ اگر پاکستانیوں کے اندر بھی یہی روح پیدا ہو جائے کہ اُن کے بیوی بچے مرتے ہیں تو مریں وہ وطن کی حفاظت کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے تو دیکھو کامیابی کس طرح اُنکے قدم چومتی ہے"۔ (ایضاً)

آج عیدالاضحیہ کے موقع پر جو ہم نے اِس حال میں منائی ہے کہ پُوری قوم اور ہمارا وطنِ عزیز پاکستان ایک بیرونی طاقت کی ظالمانہ جارحیت کی وجہ سے انتہائی نازک حالات میں سے گزر رہا ہے اور ایک ابتلاءِ عظیم سے دوچار ہے، ہم سب کا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم یہ عہد کریں کہ ہم وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنے اندر بھی وُہی رُوح اور وُہی جذبہ پیدا کریں گے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام میں موجزن تھا جس کے زیرِ اثر خدا کی راہ میں خود اپنی جان کی قربانی پیش کرنے میں اُن میں سے کوئی بھی دُوسرے سے پیچھے نہیں رہا بلکہ سب نے ہی خدائی حکم کی تعمیل میں پوری بشاشت کے ساتھ اپنے آپ کو قربانی کے لئے پیش کرنے میں ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی بلکہ فی الواقعہ اپنے آپ کو قربان کر دکھایا۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو عیدالاضحیہ کے مقصد کو سمجھنے اور اسے وطنِ عزیز کی حفاظت کی خاطر اپنی اور اپنے اہل و عیال کی قُربانیوں کے ذریعہ پُورا کر دکھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جب سے دیوانہ بن کے رہتے ہیں
عقلمندوں میں تن کے رہتے ہیں
یاد اُن کی ہے رات کی رانی،
صحن میں ہم چمن کے رہتے ہیں

نسیم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے ۲۹ ویں سالانہ اجتماع کے موقع پر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا روح پرور اختتامی خطاب

ایک خادم کا حقیقی مقام یہی ہے کہ وہ دنیا میں آقا بننے کے باوجود خدا تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز رہے

(فرمودہ ۔ ۱ر اخاء ۱۳۵۰ ہش مطابق ۱ر اکتوبر ۱۹۷۱ء)

(۲)

دینی و دنیاوی حکام میں فرق

آپ کے سر خدا کے حضور شکر کے طور پر زیادہ سے زیادہ جھک جانے چاہئیں اور دنیا کو خوش ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فضل کیا کہ آپ کو خدمتِ اسلام اور خدمتِ انسان کے مقام پر کھڑا کر دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ جو لوگ "آقا" ہوتے ہیں ان میں سے ایک حصہ تو وہ ہوتا ہے جو اپنے زورِ بازو سے جنگ کے نتیجہ میں یا اقتدار کے لحاظ سے یا دولت کی وجہ سے خود آقا بن جاتے ہیں۔ دوسرے وہ آقا ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ آقا بنا دیتا ہے۔ پس جنہیں اللہ تعالیٰ آقا بناتا ہے وہ بھی اور جو خود آقا بن جاتے ہیں وہ بھی بڑے نازک مقام پر ہوتے ہیں۔ یہ جو خدا کے فضل اور اس کی مدد سے بڑے ہو کر پھر اپنی بدعملیوں کے نتیجہ میں نیچے گرتے ہیں ان کا تو کچھ باقی نہیں رہتا اور جو اس دنیوی نظام کے ماتحت خود آقا بن جاتے ہیں ان کا حشر ہماری آنکھوں نے دیکھا ہے۔ ساری دنیا میں انگلستان میں بھی اور امریکہ میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ دیگر ممالک میں بھی یہی ہو رہا ہے کہ ان کے اندر لالچ پیدا ہو جاتا ہے وہ ناجائز ذرائع سے مال اکٹھا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ رعب ڈالنے کے لئے ظلم کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حق دار کو حق ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ انسان کو اپنا بھائی نہیں سمجھتے اور اس طرح بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حاکم اور آقا پر جو ذمہ داریاں ڈالی ہیں ان کو ادا کریں، وہ اپنے نفس کی پرستش میں لگے رہتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں بھی دھتکارے جاتے ہیں۔ وہ تو دھتکارے ہی جاتے ہیں۔ لیکن انسان کی نگاہ بھی انہیں حقیقی عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی۔

میں نے کہا ہے کہ امریکہ میں بھی یہی ہو رہا ہے۔ یہ فقرہ کہتے ہوئے مجھے ایک مثال یاد آگئی۔ ایک امریکن بڑا امیر تھا وہ امریکہ کی ایک ریاست میں بڑا مقبول تھا۔ کیونکہ وہ غریبوں کی مدد کرتا تھا۔ عوام سے پیار کرتا تھا۔ سب کو گلے لگاتا تھا لیکن سیاست میں حصہ نہیں لیتا تھا۔ انتخاب کے وقت اس کے دوست ہمیشہ اسے کہتے کہ تم گورنر کے عہدہ کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اوّل تو کوئی تمہارے مقابلے میں کھڑا نہیں ہوگا اور اگر کھڑا ہوا تو اس کے جیتنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ تم قوم کی خدمت کرتے ہو اور ان میں بہت مقبول ہو وہ آگے سے کہتا کہ نہیں میں کھڑا ہونا نہیں چاہتا اس لئے کہ:۔

"POWER CORRUPTS, YOU USE IT, ABUSE IT AND THEN LOSE IT"

کہ جب کسی کو اقتدار ملتا ہے تو وہ انسان کے ذہن کو اور اس کی روح کو بد دیانت بنا دیتا ہے۔ تم اس کو استعمال کرتے ہو لیکن صحیح استعمال نہیں کرتے اس کا غلط استعمال کرتے ہو اور پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ تمہارے ہاتھ سے طاقت چھین لی جاتی ہے۔ چنانچہ امریکہ کا یہی حال ہے۔ کبھی کوئی پارٹی اوپر آجاتی ہے اور کبھی کوئی۔ کبھی دنیا کے کسی حصے میں ظلم ہو رہا ہوتا ہے اور کبھی کسی حصے میں ظلم ہو رہا ہوتا ہے۔ انہوں نے سینکڑوں سال تک بعض لوگوں پر اس لئے ظلم کیا کہ وہ رنگ دار تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہم چونکہ بے رنگ ہیں اس لئے ہمارا مقام اونچا ہے۔ چنانچہ وہاں بڑا ہنگامہ رہا اور بڑی لڑائیاں ہوتی رہیں اور ابھی تک وہ لڑائیاں جاری ہیں گو اس شدت کی اور اس شکل کی تو نہیں۔ لیکن وہ جنگ ابھی تک جاری ہے۔ سفید فام یا جن کو میں بے رنگ کہا کرتا ہوں۔ انہوں نے سمجھا کہ ہمارا یہ حق ہے کہ ہم دوسرے انسان پر ظلم ڈھائیں اور ان سے پیار نہ کریں۔ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے انہیں دیکھیں یہ دنیاداروں کا حال ہے

بنی اسرائیل کی مثال

جو دنیادار ہیں مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو طاقت دی اور جیسا کہ قرآن کریم نے کہا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر بادشاہت کا سلسلہ بھی جاری کیا اور ان میں انبیاء کا ایک سلسلہ بھی جاری ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایک ایک وقت میں سینکڑوں ہزاروں انبیاء پیدا ہو جاتے تھے کیونکہ یہ قوم یعنی بنی اسرائیل تربیت کی بہت محتاج تھی۔ ایک وقت تک وہ ٹھیک رہے لیکن پھر ایک وقت ایسا آیا جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیا اور ان کو سنبھالنے والے باقی نہ رہے اور انبیاء پیدا نہیں کئے گئے۔ چنانچہ اتنا بڑا ظلم کرنے والی قوم دنیا میں اور کوئی نہیں ہے۔ آسمان سے یہ گری ہے۔ قرآن کریم نے کہا ہے کہ ان کے اوپر زمین اور آسمان کی لعنت ہے (سوائے اس کے کہ بد قسمتی سے اس سے زیادہ کوئی مغضوب ہو جاتے) لیکن کوئی بھی ان کو پیار سے نہیں دیکھتا اور میں اس بات کا ذاتی گواہ ہوں۔

یہودی قوم کا ظلم

جب میں انگلستان میں پڑھا کرتا تھا اس وقت یہ (یہودی) جرمنوں پر ظلم کر رہے تھے اور جرمن ان پر ظلم کر رہے تھے۔ نہ جرمنوں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے ظلم سے ہاتھ نہیں رنگے اور نہ بنی اسرائیل یعنی یہودیوں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جرمنوں پر ظلم نہیں کیا۔ دونوں ایک دوسرے پر ظلم کر رہے تھے اور انگریز کی حکومت یہودیوں کی پوری تائید کر رہی تھی۔ لیکن آکسفورڈ جیسی جگہ جہاں سادہ طالب علم ہوتے ہیں (انگریز میں یہ بڑی خوبی ہے کہ وہ اپنی طالب علمی کے زمانہ میں بڑا سادہ رہتا ہے یعنی ایک کروڑ پتی آدمی کا بیٹا وہاں معمولی سی قمیص اور پتلون اور ایک موٹی سی فضول سی ٹائی پہن کر آجاتا ہے اور یہ بالکل پتہ نہیں لگ سکتا کہ اس کا خاندان کروڑ پونڈ کا مالک ہے) اس سادگی کے باوجود وہ یہودیوں کے پاس سے گزرتے تھے تو سیدھے منہ ان سے بات نہیں کرتے تھے وہ ان سے نفرت کرتے تھے حالانکہ ان کا ملک اور ان کی حکومت یہودیوں کی تائید میں لڑنے مرنے کے لئے تیار ہو گئی تھی لیکن ان کے دل میں ان کی عزت نہیں تھی اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ سے گر گئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے جس شکل میں اور جب ان کو اقتدار دیا ہے انہوں نے بنی نوع انسان کے فائدے کی بجائے بنی نوع انسان کے نقصان اور بنی نوع انسان کو فساد میں مبتلا کرنے کے لئے اپنا اثر و رسوخ یا مال و دولت استعمال کیا ہے۔

اب بھی یہ ہمارے عرب ممالک کو ناحق تنگ کر رہے ہیں۔ پیسے کے زور سے بڑی بڑی حکومتیں فضول خرچ بن گئی ہیں (فضول خرچی صرف یہ نہیں ہوتی کہ آدمی عیش کرے بلکہ فضول خرچی یہ بھی ہے کہ آدمی سمجھے کہ میں نے دنیا پر تسلط جمانا ہے۔ دنیا پر میں نے قبضہ کرنا ہے اور اس لئے میرے پاس اتنے ہوائی جہاز ہونے چاہئیں۔ کئی سو سب میرین (آبدوزیں) ہونی چاہئیں۔ اتنا بڑا ہونا چاہیئے۔ اتنی بڑی فوج ہونی چاہیئے۔ اتنی توپیں اور ٹینک ہونے چاہئیں اور پھر ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ہونے چاہئیں لیکن اتنا اس کے پاس پیسہ نہیں ہوتا۔ یعنی جتنی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ طاقت کے لحاظ سے ہمیں اتنا بڑا ہو جانا چاہیئے، اتنے ان کے پاس پیسے نہیں ہوتے۔ پیسہ انہوں (یعنی یہودیوں) نے دبا کر رکھا ہوا ہے۔ پھر یہ لوگ جو بڑے طاقتور بننا چاہتے ہیں) ان سے پیسے لیتے ہیں اور فساد کی راہیں نکالتے ہیں۔ چنانچہ بعض انگریزوں نے کتابیں لکھی ہیں کہ دنیا میں جہاں بھی فساد ہوا ہے اس کے پیچھے یہودی تھا اور اس وجہ سے دنیا انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے دنیا ان سے پیسے لیتی ہے اور جس طرح مزدور کام کر دیتا ہے اسی طرح دنیا ان کا کام کر دیتی ہے۔ مگر ہر مزدور اپنے آقا سے پیار تو نہیں کرتا سو لوگ پیسے لے کر ان کا کام تو کر دیتے ہیں مگر ان سے پیار نہیں کرتے۔

اقتدار کی حالت میں انکسار

پس یہ ایک بڑا نازک مسئلہ ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ اقتدار دیتا ہے جب اللہ تعالیٰ ملک دیتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ صاحب اثر و رسوخ بناتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ دولت دیتا ہے یا کسی کو بڑا بنا دیتا ہے یا آقا بنا دیتا ہے تو اسی وقت بھی اس کے لئے بڑا خطرہ رہتا ہے۔ اسی واسطے مسلمانوں نے مظلومیت کے زمانے میں ضعف کے زمانے میں یعنی جب دنیا کی ہر طرف سے دھتکارے ہوئے تھے۔ جتنی اس زمانے میں استغفار کی ہے اس سے زیادہ انہوں نے اس وقت کی ہے جب قیصر و کسریٰ کے تاج ان کے قدموں میں گرے کیونکہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ذہن میں یہ بات ڈال دی تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ دیکھنا دنیا تمہیں اپنی طرف نہ کھینچ لے قرآن کریم نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے اس تفصیل میں تو میں اس وقت نہیں جاؤں گا بس یہ تو ہے آقا کا مقام! یعنی جو خوف کا مقام ہے، ڈرتے رہنے کا مقام ہے۔ پھسلنے والی جگہ ہے بڑے بڑے بلند پرواز رفعتوں کو حاصل کرنے والے سر کے بل زمین پر گرے تو اُن کے پرخچے اڑ گئے لیکن وہ خادم جس کا سر زمین پر اپنے رب کے حضور سجدہ میں ہی رہتا ہے وہ کہاں سے گرے گا۔ وہ تو بلند ہی نہیں ہوا۔ وہ جب بلند ہوتا ہے اور جس وقت تک اس کی یہ حالت رہتی ہے (جو میں ابھی بتاؤں گا) اس وقت تک وہ محفوظ ہے۔ وہ جب بلند ہوتا ہے تو اس وقت بلند ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ (تصویری زبان میں ہم کہہ سکتے کہ) اپنے دونوں ہاتھوں سے اسے پکڑتا ہے اور اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ نے اُسے اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا ہوتا ہے اس وقت اس کے گرنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ خود تو اس نے سر اوپر نہیں اٹھایا۔ اس کا سر تو زمین کی طرف تھا۔ مثلاً آپ نے بچوں والے گھروں میں دیکھا ہوگا کہ بعض دفعہ دو تین سال کا بچہ سجدے والی شکل بنا کر اپنے باپ سے کھیل رہا ہوتا ہے اور اپنے باپ سے منہ چھپا رہا ہوتا ہے اس کا باپ اسے کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھا لیتا ہے۔ اب وہ دو تین سال کا بچہ بعض دفعہ ٹھوکر کھا کر گر جاتا ہے۔ لیکن اس وقت نہیں جس وقت اسکے باپ نے اسے کمر سے پکڑ کر اٹھایا ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے گرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(باقی)

مصائب و مشکلات کے ایام میں — قرآن کریم کی چند جامع دعائیں

محمد اجمل شاہد

انسانی زندگی مختلف حالات و واقعات کا مجموعہ ہے کسی وقت ایک انسان اطمینان اور خوشی و مسرت کی زندگی گذار رہا ہوتا ہے اور کبھی مصائب و مشکلات کے مہیب سیاہ و تاریک بادل اس پر منڈلا رہے ہوتے ہیں۔ پھر یہی امر جس طرح انفرادی طور پر انسانی زندگی میں کارفرما ہوتا ہے اسی طرح قومی طور طور پر بھی ایسے ادوار مختلف قوموں پر آتے رہتے ہیں۔ چنانچہ غزوۂ احد میں مسلمانوں کی وقتی شکست کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

ان یمسسکم قرح
فقد مس القوم
قرح مثلہ ط
وتلک الایام
نداولھا بین الناس
(آل عمران ع ۱۴)

یعنی اگر تم کو تکلیف پہنچی ہے تو دوسرے لوگوں کو بھی ویسی ہی تکلیف پہنچ چکی ہے اور ہم لوگوں میں یہ مختلف ادوار نوبت بہ نوبت پھراتے رہتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے انفرادی اور قومی طور پر مصائب و مشکلات کے ایام بھی اپنے اندر بہت بڑی حکمت رکھتے ہیں۔ ایسے حالات درحقیقت اندرونی صلاحیتوں اور استعدادوں کو اجاگر کرنے کے لئے ہوتے ہیں اور جو فرد یا قوم ایسے حالات میں بجائے مایوس اور بددل ہونے کے خدا تعالیٰ کی طرف پوری ہمت اور توجہ سے مائل ہوتی ہے اور اس سے مدد اور نصرت طلب کرتی ہے اور اپنی ترقی کے لئے ہر ممکن تدبیر کرتی ہے اور تمام ذرائع کو بروئے کار لاتی ہے تو یقیناً وہ فتح سے ہمکنار ہوتی ہے۔ اسلئے زندہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے والے فرد یا قوم کے لئے کسی لمحہ مایوس اور بددل ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ وہ ہر وقت پُر امید اور بہتر حالات کے پیدا ہونے کے لئے کوشاں اور منتظر ہوتا ہے کیونکہ اسے یقین ہوتا ہے کہ ان مع العسر یسرا یعنی کہ تنگ اور سخت حالات کے بعد یقیناً آسانی اور کشائش کی صورت پیدا ہوگی

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء اور مقربین اور ان کی امتوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کی زندگی کے ایسے واقعات قرآن مجید میں محفوظ کر دیئے ہیں جو قیامت تک کے لئے بنی نوع انسان کی راہنمائی اور اسوہ کا کام دے سکیں۔ چنانچہ ان تمام بزرگ اور قابل قدر ہستیوں کو مصائب و مشکلات سے دوچار ہونا پڑا اور ایسے خطرناک حالات میں سے گذرنا پڑا کہ بظاہر ان کے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن انہوں نے خدا کے حضور عجز و الحاح سے دعائیں کیں اور خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ان کی بہتری کے سامان پیدا فرمائے۔ ایسے مواقع کی بعض دعاؤں کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اور ذیل میں ان کا ذکر اس لئے کیا جاتا ہے کہ اس وقت ملکی اور قومی لحاظ سے جو مشکلات و مصائب ہمیں درپیش ہیں ان سے ہرگز بددل ہونے کی ضرورت نہیں بلکہ مقربین الٰہی اور خود اپنے ہادی و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی میں خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا چاہیئے اور اپنی مساعی کے ساتھ ساتھ دعاؤں کی تدبیر کے پہلوؤں کو اختیار کرنا چاہیئے تاکہ خدا تعالیٰ ہمیں ان سے نجات دے اور ہماری ترقی کے سامان پیدا فرمائے۔

خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کی ایک دعا کا ذکر فرمایا ہے جو انہوں نے اس وقت کی تھی جب وہ مچھلی کے پیٹ میں تھے اور بظاہر ان کے بچنے کی کوئی صورت نہیں تھی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

فنادی فی الظلمت ان لا الٰہ
الا انت سبحٰنک انی کنت من
الظلمین (انبیاء ع ۶)

یعنی حضرت یونس نے ان مصائب میں ہم کو پکارا اور کہا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے اور میں یقیناً ظلم کرنیوالوں میں سے تھا۔

اس دعا کی معجزانہ قبولیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ مومنوں کو غموم و ہموم سے نکلنے کے لئے بطور اصل فرماتا ہے :۔

فاستجبنا لہ ونجینٰہ من الغم
وکذالک ننجی المومنین

یعنی ہم نے اس کی دعا کو سنا اور غم سے اُسے نجات دی اور ہم اسی طرح مومنوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔

گویا مشکلات کی گھڑیوں میں جب انسان اپنی خطا کاریوں کا اقرار کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور خلوص دل سے پکارتا ہے تو خدا تعالیٰ اس دعا کو قبولیت سے نوازتا ہے اور غیر معمولی نجات کے سامان پیدا فرما دیتا ہے۔ یہ دعا اس قدر جامع ہے کہ سیدنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسم جامع قرار دیا ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل جب مصر میں فرعون کی غلامی میں مصائب و مشکلات سے دوچار تھی۔ فرعون کے ان مظالم کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا

اوذینا من قبل ان تاتینا و
من بعد ما جئتنا (اعراف ع ۱۵)

یعنی تیرے آنے سے پہلے بھی ہم کو تکلیف دی جاتی تھی اور تیرے آنے کے بعد بھی۔

مگر ان ایام میں انہوں نے خدا تعالیٰ کے حضور جو دعا کی اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے :۔

ربنا لا تجعلنا فتنۃ للقوم
الظلمین ونجنا برحمتک
من القوم الکفرین۔
(یونس ع ۹)

اے ہمارے خدا ہمیں ان لوگوں کے لئے فتنہ کا موجب نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں کے ظلم سے بچا۔

خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی اس دعا کو قبول فرمایا اور ان کی آزادی اور فرعون کی تباہی کی صورت پیدا فرما دی

بنی اسرائیل کی قوم کا ایک واقعہ قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے کہ ان کے خلاف جب بیرونی اور طاغوتی طاقتیں برسرپیکار تھیں تو خدا تعالیٰ نے طالوت کو ان کا سردار مقرر فرمایا جس کی سرکردگی میں ان کو کامیابی اور فتح حاصل ہوئی لیکن ایک طرف جالوت کا لشکر بہت عظیم الشان تھا اور دوسری طرف طالوت کے ساتھ بنی اسرائیل کے بہت کم لوگ شامل ہوئے لیکن ان لوگوں نے ہمت نہ ہاری اور کہا کہ :

کم من فئۃ قلیلۃ غلبت
فئۃ کثیرۃ باذن اللہ

کہ بہت چھوٹی جماعتیں خدا تعالیٰ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آچکی ہیں اس عزم اور یقین کے ساتھ ساتھ انہوں نے پُرخطر ایام میں خدا تعالیٰ کے حضور یہ دعائیں کیں

ربنا افرغ علینا صبرا و
ثبت اقدامنا وانصرنا
علی القوم الکفرین (بقرہ ع ۳۳)

یعنی اے خدا ہم پر قوت برداشت نازل کر اور میدان جنگ میں ہمارے قدم جمائے رکھ اور ان کافروں کے خلاف ہماری مدد فرما۔

چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان کمزور اور بے سروسامان لوگوں کی دعاؤں کو سنا اور جالوت کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا اور طالوت اور اس کے ساتھی کامیاب ہوئے۔ (باقی صفحہ ۵ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فہرست عطیہ برائے علاج نادار مریضان فضل عمر ہسپتال ربوہ

۱۱/۱۲/۷۱ تا ۱۵/۱/۷۲

(۲)

۴۶	بیگم صاحبہ چوہدری عبدالوحید خان صاحب ماڈل ٹاؤن لاہور		۱۰٫۰۰	روپے
۴۷	شیخ عبدالقادر صاحب لائل پوری سمن آباد	لاہور	۱۰٫۰۰	"
۴۸	سید محمد شاہ صاحب	لاہور چھاؤنی	۱۰٫۰۰	"
۴۹	سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ	شیخوپورہ	۱۷٫۰۰	"
۵۰	صاحبزادہ عبدالسلام صاحب	ٹوپی۔ مردان	۱۰٫۰۰	"
۵۱	سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ	لائل پور	۲۰٫۰۰	"
۵۲	سید محمود عالم صاحب سمنٹ ورکس	روہڑی	۱۰٫۰۰	"
۵۳	منیر احمد صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ	گجرات	۳۰٫۰۰	"
۵۴	سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ میانی۔	سرگودہا	۵۰٫۰۰	"
۵۵	صدر صاحب جماعت احمدیہ	گوکے کی	۲۳٫۰۰	"
۵۶	بیگم صاحبہ سیف اللہ صاحب ماڈل ٹاؤن	لاہور	۱۰٫۰۰	"
۵۷	ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب رحیم آباد ضلع نواب شاہ		۱۰٫۰۰	"
۵۸	سیکرٹری صاحب مال جماعت احمدیہ	ترگڑی	۱۱٫۸۷	"
۵۹	آغا نصیر احمد خان صاحب چک ۶۵/پ	رحیم یار خان	۲۵٫۰۰	"
۶۰	ظہور احمد صاحب معرفت اقبال حسین صاحب [illegible]		۱۰٫۰۰	"
۶۱	رضیہ باجوہ صاحبہ	مری	۱۰٫۰۰	"
۶۲	کرنل محمود احمد صاحب دارالصدر	ربوہ	۱۰٫۰۰	"
۶۳	بریگیڈیر اقبال احمد صاحب شمیم	ربوہ	۱۲٫۵۰	"
۶۴	نور جہاں صاحبہ	پشاور	۱۰٫۰۰	"
۶۵	ملک خدا بخش صاحب	ساہیوال	۳۰٫۰۰	"
۶۶	چوہدری ارشاد احمد صاحب	"	۵۰٫۰۰	"
۶۷	چوہدری عبدالرحمن صاحب ایڈووکیٹ	گوجرانوالہ	۱۰٫۰۰	"
۶۸	عبدالغنی صاحب درویش	گوجرانوالہ	۲۰٫۰۰	"
۶۹	عبدالغنی صاحب بٹ صدر جماعت احمدیہ	بدوملہی	۱۰٫۰۰	"
۷۰	میاں احمد منصور صاحب نائب تحصیلدار بذریعہ چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب ربوہ		۵۰٫۰۰	"
۷۱	شیخ محمد عبداللہ صاحب وزیر آباد		۵٫۰۰	"
۷۲	محمد مسعود صاحب ارشد انور آباد سندھ		۱۰٫۰۰	"
۷۳	بیگم میجر رحمت علی صاحب کوئٹہ		۳۰٫۰۰	"
۷۴	بیگم میجر غلام احمد صاحب ماڈل ٹاؤن	لاہور	۵۰٫۰۰	"
۷۵	ہومیو محمد اسماعیل صاحب صدر محلہ دارالیمن	ربوہ	۱۰٫۰۰	"

برائے تعمیر فضل عمر ہسپتال

۱	لجنہ اماءاللہ خان پور		۱۰٫۰۰	"
۲	فہمیدہ کھوکھر صاحبہ بذریعہ لجنہ مرکزیہ	ربوہ	۱۰٫۰۰	"
۳	خواجہ ظفر احمد صاحب	سیالکوٹ شہر	۱۰٫۰۰	"
۴	شیخ محمد یعقوب صاحب	"	۱۵٫۰۰	"
۵	محمد یسین صاحب از جماعت ہانڈو ضلع	لاہور	۱۵٫۰۰	"
۶	کیپٹن ظفر علی صاحب	اوکاڑہ	۱۰٫۰۰	"
۷	شیخ عبدالحمید صاحب عابر برائے تعمیر کمرہ منجانب نور جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ محمد حسین صاحب مرحوم		۲۰۰۰٫۰۰	"
۸	مسعود محمد افتخار حسین صاحب	کراچی	۱۰٫۰۰	"
۹	عزیز بیگم صاحبہ	"	۱۳۵٫۰۰	"
۱۰	بیگم رفیق احمد شاہ صاحب	"	۱۰٫۰۰	"
۱۱	طیبہ کوثر بنت عنایت اللہ صاحبہ	"	۱۰٫۰۰	"
۱۲	بیگم چوہدری منظور احمد صاحب	"	۱۰٫۰۰	"
۱۳	بیگم عبدالمجید صاحب بھٹی	کراچی	۱۰٫۰۰	روپے
۱۴	زکیہ خاتون صاحبہ	"	۱۰٫۰۰	"
۱۵	انوار رسول صاحب شیخ	"	۱۰٫۰۰	"
۱۶	حضرت سیدہ ام متین صاحبہ	ربوہ	۱۰٫۰۰	"
۱۷	میجر ڈاکٹر قاضی محمود احمد صاحب	لاہور	۱۰٫۰۰	"
۱۸	مظفر الدین صاحب بوگرہ	راولپنڈی	۶۰۰٫۰۰	"
۱۹	چوہدری رحمت خان صاحب	"	۱۰٫۰۰	"
۲۰	سیکرٹری مال جماعت احمدیہ	پشاور	۱۲٫۰۰	"
۲۱	ڈاکٹر ارشد محمود صاحب	ملتان	۱۱٫۵۰	"
۲۲	بیگم لفٹنٹ کمانڈر محمد اسلم صاحب	کراچی	۱۰۰٫۰۰	"

پروگرام بھرتی ماہ فروری ۱۹۷۲ء

تاریخ	دن	مقام بھرتی	ضلع
۵-۲-۷۲	ہفتہ	ریسٹ ہاؤس شورکوٹ	جھنگ
۷-۲-۷۲	پیر	ریسٹ ہاؤس امین پور	جھنگ
۸-۲-۷۲	منگل	ریسٹ ہاؤس پپلاں	میانوالی
۹-۲-۷۲	بدھ	ریسٹ ہاؤس میانوالی	میانوالی
۱۰-۲-۷۲	جمعرات	خدام الاحمدیہ ہال ربوہ	جھنگ
۱۲-۲-۷۲	ہفتہ	سکول چک رام داس	سرگودھا
۱۴-۲-۷۲	پیر	ریسٹ ہاؤس جھنگ	جھنگ
۱۵-۲-۷۲	منگل	سکول ستیانہ	جھنگ
۱۶-۲-۷۲	بدھ	ریسٹ ہاؤس سلانوالی	سرگودہا
۱۷-۲-۷۲	جمعرات	سکول گوندل	سرگودہا
۱۹-۲-۷۲	ہفتہ	سکول چک ۱۴ ایم - جے - بی	جھنگ
۲۱-۲-۷۲	سوموار	میونسپل کمیٹی بھیرہ	سرگودہا
۲۲-۲-۷۲	منگل	یونین کونسل میانی	سرگودہا
۲۳-۲-۷۲	بدھ	سکول حصد ڈالی	سرگودہا
۲۴-۲-۷۲	جمعرات	ریسٹ ہاؤس نواں جنڈانوالہ	میانوالی
۲۵-۲-۷۲	جمعہ	سکول بھاگٹانوالہ	سرگودھا
۲۸-۲-۷۲	پیر	سکول کوٹ پہلوان	سرگودہا

نوٹ:- بھرتی صبح ساڑھے آٹھ بجے ہوگی۔

امیدوار تعلیمی سرٹیفکیٹ مع تاریخ پیدائش ہیڈ ماسٹر کے دستخطوں سے ہمراہ لائیں

امیدوار اپنے کان صاف کروا کر آئیں۔

کم از کم معیار بھرتی: قد ۵ فٹ ۶ انچ۔ وزن ۱۱۳ پونڈ۔ چھاتی ۳۲ انچ - ۳۳

تعلیم پانچ جماعت۔ عمر ۱۷ سے ۲۰ سال تک (نظارت امور عامہ)

بقیہ صفحہ ۲

غرض خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑی تفصیل سے اس امر کو بتایا کہ خدا تعالیٰ ہی مصائب و تکالیف سے نجات دے سکتا ہے

وان یمسسک اللّٰہ بضر

فلا کاشف لہ الا ھو

(یونس ع ۱۱)

اگر خدا تعالیٰ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اسے دور کرنے والا نہیں۔ اور خاص طور پر جب مومنوں کا واسطہ کسی معتد ظالم اور کافر قوم سے ہو تو ایسے نازک اوقات میں اجتماعی طور پر قوم کو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہیئے۔ اور اس سے دعا کرنی چاہیئے کہ وہ ہمیں سرخرو فرمائے اور اس موقع پر وہ دعائیں کرنی چاہئیں جو خود خدا تعالیٰ نے ایسے مواقع کے لئے اپنی پاک کتاب میں انبیاء اور ان کی جماعتوں کے منہ سے بیان کی ہیں۔ اور جن کے نتیجہ میں وہ کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوں گے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محترم تنویر صاحب سابق ایڈیٹر الفضل کی وفات

(بقیہ صفحہ اول)

مختصر حالات زندگی

محترم تنویر صاحب مرحوم و مغفور ۲۰ اپریل ۱۸۹۲ء کو بمقام سیالکوٹ محلہ موری دروازہ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم حاصل کرکے آپ نے سکاچ مشن ہائی سکول سے میٹرک کیا اور پھر مرے کالج سیالکوٹ سے بی اے کا امتحان پاس کیا آپ کے اساتذہ میں شمس العلماء مولوی سید میر حسن صاحب بھی شامل تھے (جن سے علامہ ڈاکٹر اقبال بھی پڑھتے رہے) لا کالج لاہور سے ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد آپ نے وکالت شروع کی جو ۱۹۴۶ء تک جاری رہی آپ کو شروع سے ہی شعر و شاعری سے خاص تعلق رہا اور علمی ادبی ذوق رکھتے تھے چنانچہ آپ نے متعدد مضامین لکھے اور آپ کی کئی بلند پایہ نظمیں ملک کے مشہور رسائل میں شائع ہوئیں اور بہت پسند کی گئیں ۱۹۳۹ء کے جلسہ سالانہ پر جبکہ خلافت ثانیہ کی پچیس سالہ جوبلی بھی منائی گئی تھی آپ کو قادیان جانے اور جلسہ میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ جس سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ واپسی پر آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا مشہور لیکچر انقلاب حقیقی مطالعہ کرنے کا موقع ملا جس کے نتیجہ میں بالآخر ۱۹۴۰ء میں آپ احمدی ہو گئے۔ یہ عجیب اتفاق اور حکمت خداوندی ہے کہ آپ نے فروری ۱۹۴۰ء میں عید الاضحیہ کے روز بیعت کی۔ اور پھر ۳۲ برس کے بعد عید الاضحیہ کے دن ہی آپ کی وفات واقع ہوئی۔ آپ کا کئی سال پہلے کا ایک شعر بھی تھا کہ ؎

عید قرباں ہے مگر عید کا ساماں کہاں
جان قرباں کروں تن میں مگر جاں کہاں

قبول احمدیت کے بعد آپ کی زندگی میں ایک عظیم انقلاب بپا ہوا۔ آپ کا شعر و سخن کا فطری ذوق خالصاً احمدیت کے رنگ میں رنگین ہو گیا چنانچہ آپ نے متعدد و بلند پایہ مضامین احمدیت کی تائید میں لکھے۔ جو کہ سلسلہ کے جرائد میں شائع ہو کر مقبول عام ہوئے۔ بالآخر سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جوہر شناس نظر نے آپ کو جماعت احمدیہ کے آرگن روزنامہ الفضل کی ادارت کے لئے چن لیا چنانچہ اکتوبر ۱۹۴۶ء میں سیالکوٹ سے ہجرت کرکے قادیان آ گئے اور بطور ایڈیٹر الفضل کام کرنے لگے۔ اس اہم اور نازک ذمہ داری کو آپ اپریل ۱۹۷۱ء کے آخر تک (۲۵ برس) متواتر بڑے احسن طریق سے ادا کرتے رہے اس اثناء میں بڑے بڑے نازک وقت جماعت پر آئے۔ (مثلاً ۱۹۴۷ء میں قادیان سے ہجرت اور ۱۹۵۳ء کے فسادات پنجاب) لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر موقع پر بڑی کامیابی کے ساتھ خلیفہ وقت کی ہدایات کے مطابق جماعت کی ترجمانی کرنے کی توفیق بخشی آپ کی قلم سے متعدد ایسے قیمتی اور اہم مضامین اور اشعار نکلے جو خدا کے خاص تائید و نصرت کے مظہر معلوم ہوتے تھے اور جو غیر معمولی طور پر بہت مقبول ہوئے۔

اولاد

محترم تنویر صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے دو بیویوں سے چار بیٹیاں عطا فرمائیں جن میں سے تین شادی شدہ ہیں۔ ایک بیٹی محترمہ عزت تنویر صاحبہ اپنے خاوند مکرم عبد المنان صاحب کے ہمراہ لندن میں رہتی ہیں۔ محترمہ عفت تنویر صاحبہ مکرم محمد احمد صاحب حامی کھیوالی کی اہلیہ ہیں اور تیسری ڈاکٹر عظمت تنویر مکرم حبیب احمد صاحب ثاقب کی اہلیہ ہیں۔ چھوٹی بیٹی عزیزہ فرحت تنویر تیرہ سال کی ہے۔ آپ کی موجودہ اہلیہ محترمہ امۃ الغنی صاحبہ (جو محترم بابو عبد الغنی صاحب بٹالوی مرحوم کی صاحبزادی ہیں) اور چھوٹی صاحبزادی فرحت تنویر کو آپ کی خدمت اور تیمار داری کرنے کی خاص توفیق حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

ادارہ الفضل اسی سانحہ پر جو کہ ایک جماعتی صدمہ ہے۔ آپ کی اہلیہ صاحبہ محترمہ اور آپ کی صاحبزادیوں اور دیگر تمام لواحقین سے دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ محترم تنویر صاحب مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔ احباب محترم تنویر صاحب کی اہلیہ صاحبہ اور چھوٹی صاحبزادی فرحت تنویر کے لئے خاص طور پر دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیشہ ہر طرح کی پریشانیوں سے بچائے رکھے اور خود ان کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

اعلان نکاح

میری چھوٹی ہمشیرہ ناصرہ جمیل بی اے دختر محترم احمد دین صاحب جمیل مرحوم کا نکاح محمد امین الدین صاحب بی ایس سی ابن مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب نگر لاہور سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم سید جواد علی صاحب سابق مبلغ امریکہ نے مسجد دار البرکات میں پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جانبین کے لئے یہ نکاح بابرکت فرمائے

(خاکسار سعید احمد ناصر ایم اے دار البرکات ربوہ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ عید

(بقیہ صفحہ اول)

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے عالمگیر غلبہ کی بشارت دی تھی چونکہ حضور کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے اس لئے حضور کو جو بشارتیں دی گئیں ان کا سلسلہ بھی قیامت تک چلتا چلا جائے گا۔ ان میں سے بعض تو مخصوص وقت اور زمانہ سے تعلق رکھتی تھیں بعض مومنانہ ذمہ داریوں کو نبھانے کے ساتھ مشروط تھیں اور بعض ہر زمانہ میں پوری ہوتی چلی جاتی ہیں حضور نے بتایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسلام کے عالمگیر غلبہ کی جو بشارت دی گئی تھی اس کا تعلق آپ کے عظیم روحانی فرزند حضرت مہدی معہود علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ تھا۔ جس کے ذریعے اسلام کی نشأۃ ثانیہ مقدر تھی۔ اس لحاظ سے جماعت احمدیہ پر عظیم ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ ان تمام قربانیوں کو پیش کرکے غلبۂ اسلام کے دن کو قریب سے قریب تر کرنے کی کوشش کرے جن کا عید الاضحیہ کے ساتھ خاص تعلق ہے اس میں جان مال اور اوقات کی قربانی کے علاوہ پوری زندگی کی قربانی بھی شامل ہے جو اس زمانہ میں وقف زندگی کے ذریعہ کی جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے تین چیزوں کی ضرورت پیش آتی ہے (۱) علم اور سفر کی سہولتوں کے لحاظ سے ساری دنیا ایک برادری کی طرح ہو جائے (۲) مذہبی تبادلہ خیالات کی ہر ممکن آسانی میسر ہو جو کتابوں اور لٹریچر کی وسیع اور بکثرت اشاعت سے تعلق رکھتی ہے (۳) الٰہی تائیدات اور نشانات دنیا کے ہر حصہ میں ظاہر ہوں اور ساری دنیا کو ان کا علم ہو سکے۔

حضور نے فرمایا عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے اور وحدت اقوام عالم کے قیام کی خاطر یہ تینوں ذرائع اس زمانہ میں ہمیں حاصل ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم پوری طرح ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ وحدت اقوامی کے انہی ذرائع کو بروئے کار لانے کے لئے ایک آلہ اور ذریعہ خدا تعالیٰ نے حج کو مقرر کیا ہے جب کہ ساری دنیا کے صاحب استطاعت مسلمان مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں۔ حج کو اللہ تعالیٰ نے چاند کی قمری تاریخ سے باندھ رکھا ہے۔ اور اس کے لئے سوائے عرب کی مقدس سرزمین کے اور کسی علاقہ یا ملک کی رؤیت ہلال پر انحصار نہیں کیا جا سکتا۔ اور رؤیت ہلال کے متعلق اس پر قریباً سب علماء متفق ہیں کہ اگر ملک کے ایک حصہ میں چاند نظر آ جائے اور چاند دیکھنے والے لوگ ثقہ اور معتبر ہوں تو امام رؤیت ہلال کا فیصلہ کرنے کا مجاز ہے اور اس طرح پورے ملک میں ایک ہی دن عید منائی جا سکتی ہے۔

حضور نے فرمایا میرے دل میں یہ زبردست خواہش پیدا ہوئی ہے کہ چونکہ حج اور قربانی کا تعلق خاص طور پر مکہ معظمہ سے ہے جو کہ عالم اسلام کا ابدی مرکز ہے اور چونکہ ہماری عقل اور ہمارے دل قطعاً یہ پسند نہیں کر سکتے کہ مکہ میں قربانی بعد میں ہو اور ہم پہلے کر لیں۔ اس لئے میں جسے خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت احمدیہ کا امام بنایا ہے یہ اعلان کرتا ہوں کہ آئندہ ساری دنیا کی تمام احمدی جماعتیں جہاں تک ممکن ہو سکے گا مکہ معظمہ کی عید کے ساتھ یہ عید منایا کریں گی لیکن چونکہ دن اور رات کا تعلق طلوع شمس سے ہے اور خدا نے قانون قدرت ایسا بنایا ہے کہ عملاً ہر جگہ ایک ہی وقت میں عید نہیں منا سکتے۔ اس لئے ہم مکہ معظمہ کی رؤیت ہلال کو بنیاد بنا کر اور مختلف ممالک میں طلوع شمس کے فرق کو ملحوظ رکھ کر آئندہ یہ کوشش کیا کریں گے کہ ہماری قربانی اور ہماری عید اس دن اور اس وقت سے قریب ترین ہو جب کہ مکہ معظمہ میں قربانی ہوتی ہے اور عید منائی جاتی ہے تاکہ وحدت اسلامی کے قیام کا ہم عملاً ایک مظاہرہ کر سکیں حضور نے فرمایا اس سلسلہ میں ہم ان تمام شرائط کو پوری طرح ملحوظ رکھیں گے جو کہ شریعت نے عید کے سلسلے میں رؤیت ہلال کے لئے مقرر کئے ہیں یا جو قانون قدرت نے جاری کئے ہوئے ہیں۔ انہیں ملحوظ رکھتے ہوئے ہم یہ کوشش کریں گے کہ دنیا کے تمام احمدی مکہ معظمہ (جسے خدا تعالیٰ نے ام القریٰ ٹھہرایا ہے) کی رؤیت ہلال پر اس عید کی بنیاد رکھیں اور اس دن اور اس وقت سے قریب ترین ہم عید منائیں جب کہ مکہ معظمہ میں یہ عید ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے آمین

اس بصیرت افروز خطبہ عید کے بعد حضور نے اجتماعی دعا کرائی اور پھر السلام علیکم کہہ کر واپس تشریف لے گئے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۴۴